© rasailojaraid.com

مودودی کی بنکوں میں چھوڑی ہوئی رقم دس لاکھ ۳۷ ہزار روپے میں سے اس کا حصہ ایک لاکھ بیس ہزار ۹۸۳ روپے بنتا ہے جس میں سے اسے صرف ۳۷ ہزار روپے ادا کیا گیا ہے باقی رقم کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔'' (بحوالہ دو بھائی ابوالاعلیٰ مودودی اور امام خمینی سنسنی خیز انکشافات ص ۴۸)

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

آپ نے مودودی صاحب کی بیٹیوں سے متعلق جو سوال لکھے ہیں، یہ ''بات سے بتنگڑ'' کی صورت اختیار کیے ہوئے ہیں، اس لیے کہ یہی اعتراض جناب عاصم نعمانی صاحب نے بھی اپنی سابقہ مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۵ میں نقل کیے ہیں۔ ان کے نقل کردہ اعتراضات اور آپ کے نقل کردہ سوالات میں بون بعید ہے۔ اس لیے حکم شریعت ہے کہ سنی سنائی باتوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے، اور حضورؐ نے **تو کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع** سے وعید بھی فرمائی ہے کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کردے۔ ان کے نقل کردہ الزامات اور اپنے نقل کردہ سوالات کا ذرا موازنہ کرلیں، وہ نقل کرتے ہیں:

''الزام: مودودی صاحب نے اپنی تحریروں میں مخلوط تعلیم کی سخت مذمت کی ہے مگر اپنی بیٹیوں کو انہوں نے مخلوط تعلیم کی درسگاہوں میں تعلیم دلوائی ہے اور اب بھی یونیورسٹی میں مخلوط تعلیم دلوا رہے ہیں۔ ان کی لڑکیاں مخلوط کلاسوں میں پڑھتی ہیں''۔

''الزام: مولانا مودودی صاحب کی لڑکیاں اور بیوی پردہ نہیں کرتیں''۔

ایسے اعتراض کرنے والے مودودی صاحب کے جملہ مخالفین تھے جسے آپ نے صرف علماء کے ذمہ لگا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ اب غور فرمائیں اگر لوگ مودودی صاحب کی بیٹیوں پر اعتراض کریں تو آپ ناراض ہوں، لیکن وہی مودودی صاحب دوسروں کی عورتوں پر اعتراض کریں تو یہ کس اخلاق اور شریعت میں جائز ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ ان باتوں کے لیے اسباب مودودی صاحب نے خود فراہم کیے تھے۔ دراصل مودودی صاحب کی لڑکیوں پر ان کے مخالفین کے اعتراض کی بنیادی وجہ ان کی اپنی ایک تحریر ہے۔ ''رسائل ومسائل حصہ اول ص ۱۳۲ بعنوان فقہیات میں لکھتے ہیں:

''آج کل کے میڈیکل کالجوں اور نرسنگ کی تربیت گاہوں اور ہسپتالوں میں مسلمان لڑکیوں کو بھیجنے سے لاکھ درجے بہتر یہ ہے کہ ان کو قبروں میں دفن کر دیا جائے۔ رائج الوقت گرلز کالجوں میں جا کر تعلیم حاصل کرنے اور پھر معلمات بننے کا معاملہ بھی اس سے کچھ بہت مختلف نہیں ہے۔''

مخالفین کا اعتراض یہ تھا کہ جب لڑکیوں کو گرلز کالجوں میں تعلیم دلوانے سے زندہ درگور کرنا ہی بہتر ہے تو جناب والا کی اپنی بچیوں کے لیے اس کا جواز کیسے ہوگیا، یا یہ فرمان صرف ما وشما کی بچیوں کے لیے تھا؟ بعد ازاں ان کے عام مخالفین نے اس میں نمک مرچ لگا کر مخلوط تعلیم اور بے پردگی وغیرہ کی باتیں بھی ساتھ شامل کرلیں جسے ہم قطعاً درست نہیں سمجھتے۔ مذہبی یا سیاسی مخاصمت میں کسی کی ماں، بہن، بیٹی، بیوی یا کسی بھی خاتون پر ایسے اتہام لگانا بالکل ناروا ہے اور اسی طرح اس کا الزام صرف علماء پر لگانا اس سے بھی کہیں بڑا جرم ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) آپ کے سوال نمبر۳ سے متعلق عرض ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے ملک پاکستان میں سیاسی مخالفین ایک دوسرے کو بہت ہی قبیح طریقے سے پکارتے ہیں اور اس میں کوئی بھی بچا ہوا نہیں ہے، الا ماشاءاللہ۔ یہ طریقہ سراسر غلط ہے، لیکن اس میں بھی صرف کسی ایک کو نشانہ بنانا اور دوسروں کو اسی جرم میں چھوڑ دینا کہاں کا انصاف ہے؟ مولانا عبدالصمد رحمانی صاحب اپنی کتاب ''جماعت اسلامی کے دعوے، خدمات اور طریقۂ کار کا جائزہ'' کے صفحہ ۳۵۳ پر لکھتے ہیں:

''مولانا مودودی کا فتویٰ:

''جو لوگ دستور جماعت اسلامی کے حدود سے باہر ہیں وہ دائرہ امت مسلمہ سے باہر ہیں۔''

''جو گروہ قرآن کی نصوص قطعیہ سے مرتب کیے ہوئے اس دستور جماعت اسلامی کی حدود کے اندر ہیں انہیں ہم امت مسلمہ کے اندر شمار کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے ان حدود کو پھاند لیا ہے انہیں دائرہ امت کے باہر سمجھنے پر مجبور ہیں۔'' (ترجمان القرآن ج ۲۶ ص ۲۷۷)

لیجیے آپ تو صرف فتویٰ فروشی کے لفظ سے چیں بجبیں ہو رہے ہیں، یہاں تو جماعت اسلامی کے علاوہ سب کو امت سے ہی خارج کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ کی نظر میں نہ تو وہ فتویٰ فروش ہیں اور نہ ہی قصوروار ہیں، فیاللعجب۔

(۳) اس کا تعلق آپ کے سوال نمبر۴ سے ہے۔ معروف صحافی جناب ممتاز علی عاصی صاحب اپنی کتاب ''مولانا مودودی اور جماعت اسلامی ایک جائزہ'' کے صفحہ نمبر ۱۹۷ میں لکھتے ہیں:

''خود نمائی میں بعض دفعہ مولانا (مودودی) سوقیانہ باتوں پر اتر آتے تھے۔ مثلاً اس انٹرویو کا آخری پیرا پڑھیے جس میں لکھا ہے کہ جب ان سے تذکرہ کیا گیا کہ ''حکمران'' طبقہ آپ کے لٹریچر سے استفادہ تو کرتا ہے، لیکن اس کا اقرار کرتے ہوئے ہچکچاتا ہے تو مولانا نے فرمایا ''ان کی پوزیشن ان ہندو دیویوں جیسی ہے جو اپنے خاوندوں کا نام لیتے ہوئے شرماتی ہیں''۔ کیا یہ الفاظ ایک عالم دین بلکہ اس زمانے کے بزعم خود (بہت بڑے مصلح) کے ہو سکتے ہیں۔ اس کا فیصلہ خود قاری کر سکتے ہیں۔'' (نوائے وقت لاہور ے نومبر ۱۹۶۳ء)

لیجیے مودودی صاحب نے حکمران طبقہ کو ہندوؤں کی دیویاں اور اپنے آپ کو ان کا خاوند بنا لیا ہے، آپ چیل اور ہیر کا مسئلہ لیے بیٹھے ہیں۔

(۳) اس کا تعلق آپ کے سوال نمبر ۵ سے ہے۔ معروف صحافی جناب ممتاز علی عاصی صاحب اپنی کتاب ''مولانا مودودی اور جماعت اسلامی ایک جائزہ'' کے صفحہ نمبر ۷۵ میں لکھتے ہیں:

''مولانا اور ادھر ان کے رفقاء کار مختلف رسائل، کتابچوں، خطبات اور تقریروں میں پاکستان پر اظہار خیال کر رہے تھے، مثلاً مضامین کے دو عنوان ملاحظہ ہوں: (۱)........... (۲) لنگڑا پاکستان'' (کوثر لاہور ۱۳ جون ۱۹۴۷ء)

مولانا محمد عبداللہ صاحب اپنی کتاب ''صحابہ کرامؓ اور ان پر تنقید'' کے حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳۰ میں لکھتے ہیں:

''مولانا مودودی کی زبان کی شستگی اور پاکیزگی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے حضرات زحمت گوارا فرما کر ''ترجمان القرآن'' کے ان اوراق کا مطالعہ فرمائیں جن میں انہوں نے اپنے مخالف علماء کے حق میں کمینہ قسم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مخالف، متعصب، حاسد، کینہ توز، کم ہمت، نااہل، مناع للخیر، الزام اور بہتان تراش، غرض پرست اور دنی وغیرہ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔''

آپ صرف لنگڑا مودودیا سننے سے ہی گھبرا گئے، ادھر تو سارے پاکستان کو لنگڑا اور علماء کو طرح طرح کے القابات سے نوازا گیا ہے جس پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(۴) اس کا تعلق آپ کے سوال نمبر ۶ سے ہے۔ جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

''پھر جو لوگ مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے اٹھتے ہیں، ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی، کہیں مکمل فرنگیت ہے، کہیں نہرو اور گاندھی کا اتباع ہے، کہیں جبوں اور عماموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق لپٹے ہوئے ہیں، زبان سے وعظ، عمل میں بدکاریاں، ظاہر میں خدمت دین اور باطن میں خیانتیں، غداریاں، نفسانی اغراض کی بندگیاں''۔ (تحریک آزادی ہند اور مسلمان (مشتمل بر مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ اول و دوم اور مسئلہ قومیت ص ۱۰۳)

لیجئے، سیاہ دل ایک نہیں ساری امت کے علماء کو بغیر کسی امتیاز کے بیک جنبش قلم سیاہ دل قرار دے دیا گیا ہے، لیکن آپ کو اعتراض پھر بھی نہیں ہے۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مولانا محمد چراغ مرحوم دارالعلوم دیوبند میں کلاس فیلو تھے۔ دونوں نے محدث العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ سے ۱۹۱۸ء میں دورہ حدیث پڑھا تھا۔ مولانا ہزارویؒ مولانا چراغ مرحوم سے علم میں فائق بھی تھے۔ ان کی کلاس میں اول انڈیا کے ایک عالم جبکہ دوسرے نمبر پر مولانا ہزارویؒ آئے تھے۔ اسی وجہ سے انہیں کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں مدرس بھی متعین کیا گیا تھا اور پھر دارالعلوم نے اپنے نمائندہ کے طور پر قاضی کے عہدہ پر انہیں حیدر آباد بھیجا تھا۔ وہ مولانا چراغ مرحوم کو جتنا قریب سے جانتے تھے، ماوشما نہیں جانتے۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی علمی پوزیشن کے بارے میں بریگیڈیئر جناب فیوض الرحمٰن جدون اپنی کتاب ''مشاہیر علماء ج ۲ ص ۵۴۷'' میں لکھتے ہیں:

''ایک رسالہ پوسٹ مارٹم بھی لکھا جس میں جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تحریروں پر مضبوط علمی گرفت کی، ان میں سے بعض تحریروں سے مولانا نے رجوع فرمالیا ہے۔''

(۵) آپ کے سوال نمبر ۷ کا اس سے تعلق ہے۔ مودودی صاحب کے فرزند ارجمند جناب سید حیدر فاروق مودودی صاحب روزنامہ پاکستان ۲۶ جولائی ۱۹۹۷ء کو انٹرویو دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مولانا (مودودی) نے اپنی سیاسی مجبوریوں کی خاطر اپنی تحریر ''دین میں حکمت عملی کا مقام'' میں لکھا ہے کہ ایک اسلامی تحریک کے قائد کو حکمت عملی کے تقاضوں کے تحت یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز ٹھہرا سکے اور شریعت کے کسی بھی حکم کو مقدم یا موخر قرار دے سکے۔ حیدر فاروق مودودی نے کہا یہ حق تو اللہ نے اپنے انبیاء کو بھی نہیں دیا جو مولانا مودودی کسی اسلامی تحریک کے قائد کو دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اب انجمن ستائش باہمی کی شوریٰ بن کر رہ گئی ہے۔ اس کی تمام لیڈر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شپ ''تنخواہ دار'' ہے جو قوم کے چندوں پر پل رہے ہیں۔''

ایسے ہی افکار ونظریات کے بارے میں مولانا ضیاء القاسمیؒ نے اپنی تقریروں میں اکبر الہ آبادی کے مشہور شعر میں انتحال وتظمین کرتے ہوئے کیا ہی خوب اور بجا فرمایا:

میں نے کہا کہ پردہ تمہارا وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مودودی کے پڑ گیا

(۶) آپ کے سوال نمبر ۸ سے اس کا تعلق ہے۔ انعام الحق مرحوم نے جو حرکت کی اس کا ذمہ علماء پر ڈالنا نہایت بے انصافی کی بات ہے۔ بلکہ کسی عام آدمی کے ابھارنے پر اس کا یہ حرکت کرنا تو اس کے ذہنی خلل کی غمازی کرتا ہے کہ وہ اپنے لیے ایسی صفات کی لڑکی کا رشتہ طلب کر رہا ہے اور پھر اپنے والدین کا اعتماد حاصل کیے بغیر جا کر مودودی صاحب سے ان کی بیٹی کا رشتہ خود ہی پوچھتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

o سیاسی نوک جھونک میں مولانا ہزارویؒ کا اپنے مخالفین کو ''مریم جمیلہ گروپ'' کہنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے جماعت اسلامی کے مولانا نعیم صدیقی صاحب نے اپنی کتاب ''اسلامی سیاست'' صفحہ نمبر ۱۳۱ پر علماء کا تمسخر اڑاتے ہوئے ''مولوی رجمنٹ'' لکھا ہے۔ (جماعت اسلامی کے دعوے، خدمات اور طریقۂ کار کا جائزہ۔ ص ۳۱۴)

کیا مولانا ہزارویؒ کا فون نمبر مریم جمیلہ صاحبہ کے پاس تھا؟ یہ سوچنے کی بات ہے۔ کیونکہ اس دور میں فون کا اتنا رواج نہ تھا اور پھر مولانا ہزارویؒ کے گھر یا دفتر میں اس کی سہولت موجود نہ تھی اور پھر وہ کسی ایک جگہ قیام بھی نہیں کرتے تھے۔ ان کی تجارت طب تھی جو ایک تھیلے میں چند دوائیوں کی صورت میں ہر وقت ان کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ وہ مرد قلندر جب فوت ہوا تو مقروض تھا۔ میں نے جماعت اسلامی کے لوگوں کو مولانا ہزارویؒ کو نہایت قبیح الفاظ سے کوستے ہوئے بھی سنا ہے۔ حویلیاں میں مودودیوں نے مولانا ہزارویؒ پر قاتلانہ حملہ بھی کیا، العیاذ باللہ۔ یاد رہے کہ مریم جمیلہ صاحبہ کا اس سلسلہ میں اپنا بیان جسے عاصم نعمانی صاحب نے اپنی مذکورہ سابقہ کتاب کے آغاز میں نقل کیا، ہے آپ کے بیان سے بہت مختلف ہے، انہوں نے شخصی طور پر کسی پر الزام نہیں لگایا۔

o مولانا عبد القیوم ہزارویؒ کے بارے میں جو آپ نے تاثر دیا ہے کہ وہ خوامخواہ غصے میں آ جاتے تھے، یہ قرین انصاف نہیں ہے۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ ان کے پاس گئے اور وہ بلاوجہ غصے میں آ گئے۔ مخالفت میں اتنا بھی حد سے نہیں گزر جانا چاہیے۔ باقی پونڈاں والی مسجد کے بارے میں آپ کی معلومات نہایت ناقص ہیں، اس مسجد کے بارے میں دو دفعہ ہائی کورٹ سے دیوبندی مسلک کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے گو فریق مخالف کا جارحانہ قبضہ برقرار ہے اور تادم آخر پونڈاں والی مسجد کے نمازی مولانا ہزارویؒ سے ملنے کے لیے آتے رہے ہیں۔

o مفسر قرآنؒ کا نصف صدی تک معمول تھا کہ وہ جمعہ کے خطبہ کے اختتام پر موقع دیتے تھے کہ کسی نے کوئی بات پوچھنی ہو تو وہ چٹ لکھ کر پوچھ سکتا ہے۔ اس کے باوجود جماعت اسلامی کے یعقوب طاہر مرحوم کا جامع مسجد نور میں عین جمعہ کے خطبہ کے دوران اٹھ کر کھڑے ہونا اور پھر مفسر قرآنؒ کے رد میں اپنا بیان شروع کر دینا، کیا اسے عقلمندی قرار دیا جا سکتا ہے؟ کوئی ذی شعور آدمی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ کسی کی بات کا جواب دینے کے لیے اسے کون مہذب طریقہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرار دے گا۔ آپ خود بھی تو مفسر قرآنؒ سے سوالات کرتے رہتے تھے۔ کیا آپ کو کبھی انہوں نے اپنی مجلس سے نکالا تھا؟ اگر آپ کو کبھی انہوں نے اپنی مجلس سے نہیں نکالا تو یعقوب طاہر مرحوم کے بارے میں آپ کیسے تصور کر سکتے ہیں کہ انہوں نے اسے مسجد سے باہر نکلوایا ہوگا؟ ہاں کسی نمازی نے ان کی ایسی بے ہودہ حرکت پر از خود پکڑ کر بٹھا دیا ہو یا باہر نکال دیا ہو تو یہ اس کا اپنا عمل ہے۔ آپ کی طرف سے جواب دینے کے لیے ایسے طریقے کی حوصلہ افزائی بجائے خود مضحکہ خیز ہے۔

o مدارس کے طلبہ کے متعلق آپ نے پیرزادہ عطاء الحق قاسمی صاحب کے کندھے پر بندوق رکھ کر نہایت رکیک حملہ کیا ہے کہ مدارس والوں نے ان کی ایسی برین واشنگ کی ہوتی ہے کہ ان کے دماغ دولے شاہ کے چوہوں سے بھی چھوٹے رہ جاتے ہیں۔ میں ایک حوالہ پیش کر رہا ہوں اس سے آپ اندازہ لگا لیں گے کہ یہ مثال خود آپ کی جماعت پر کیسے فٹ آتی ہے جسے میں یوں تعبیر کروں گا کہ ''گرو سے چیلے دو قدم آگے نکل گئے۔'' مدیر ایشیا نصر اللہ خان عزیز صاحب جسے مودودی سٹیٹ کا وزیر داخلہ بنایا جانا تھا، اس نے امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے بارے میں لکھا ہے: (الاعتصام لاہور مورخہ ۱۸ نومبر ۵۵ء بحوالہ ایشیا)

''جاہل، بہتان طراز، مفتری، اخلاقی تعلیمات سے بے بہرہ، تقویٰ، تقدس، للّٰہیت اور تقرب الی اللہ کا ڈھونگ رچانے والے، غیر معقول مسمسی صورت والے، فریبی، جھوٹے تقدس و تقویٰ کی دھونس رچانے والے، مذبوحی حرکتیں کرنے والے، علم و اخلاق سے بے تعلق، فاسد ذہنیت کے مالک، پیشہ ور دیندار، عقل کے اندھے، غیر ذمے دار، قرآن کی فہم سے عاری، ناخدا ترس، بے حس، خدا اور مخلوق کی شرم سے بے بہرہ، بے حیا، بے وقوف گھناؤنے اور مکروہ اخلاق کے مالک، دیوبند کی چراگاہ سے نکلے ہوئے فریبی، دجل و کذب کے مالک، شور مچانے والے کفن چور، افیونی، شوریدہ سر۔'' (نصر اللہ خان عزیز مدیر ایشیا لاہور، ماخوذ از ''تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث'') (انکشافات ص ۱۱۲، ۱۱۳)

حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اٹھائے ہوئے تمام سوالات کے جواب میں صرف یہ ہی ایک حوالہ کافی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ آپ کو ان بیانات اور تحریرات کے متعلق کبھی اخلاقی اور اسلامی اقدار معلوم کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

o غلط فہمیاں دور کرنے کا حق مدارس والے نہیں دیتے، یہ بھی آپ کا اتہام ہے۔ آپ کے مضامین ''ماہنامہ الشریعہ'' میں طبع ہونا یہ مدارس ہی کا فیض ہے اور بجائے خود آپ کے دعویٰ کا رد ہے۔

آپ کے والد محترم خواجہ بشیر احمد مرحوم مفسر قرآنؒ اور احقر کے مقتدی رہے ہیں، بہت نفیس مزاج، صاحب مطالعہ اور با اخلاق انسان تھے۔ انہوں نے جماعت اسلامی کے خلاف کتاب بھی لکھی تھی۔ یقیناً انہوں نے آپ کو بھی اس سلسلہ میں سمجھانے کی اپنی ذمہ داری پوری پوری ادا کی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد فیاض خان سواتی
مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲)

[آئندہ سطور میں جناب عبد الفتاح محمد کے ایک عربی مکتوب کی تلخیص پیش کی گئی ہے جو انھوں نے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے صدر جناب ڈاکٹر ممتاز احمد کے خط (شائع شدہ 'الشریعہ'، مئی ۲۰۱۳ء) کے جواب میں تحریر کیا ہے۔ خط کا پورا عربی متن اگلے صفحات میں شائع کیا جا رہا ہے۔]

۱۔ شیخ الازہر ڈاکٹر احمد الطیب نے ایرانی صدر احمدی نژاد کے ساتھ آداب میزبانی کے خلاف کوئی گفتگو نہیں کی۔ انھوں نے صرف اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ ایرانی قیادت تقیے سے کام لیتے ہوئے اسلامی اخوت اور اتحاد بین المسلمین جیسے نعرے لگا کر، جن پر وہ دل سے یقین نہیں رکھتے، مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ شیعہ عقیدے کی رو سے غیر شیعہ، ان کے بھائی نہیں ہو سکتے اور نہ قابل احترام ہیں۔ ان پر لعن طعن، زبان درازی اور ان کے عیوب بیان کرنا شیعہ مذہب کا لازمی حصہ ہے۔

۲۔ ایرانی دستور کی رو سے ایران کی صدارت کا منصب اثنا عشریوں کے لیے خاص ہے، جبکہ طے شدہ حکومتی پالیسی کے تحت اثنا عشریوں کے علاوہ دوسرے مذہبی گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد کا کسی بلدیہ کی سربراہی کے منصب پر فائز ہونا بھی ممنوع ہے۔ بیشتر ایرانی شہروں میں اہل سنت کو مساجد بنانے کی اجازت نہیں، جبکہ بعض مقامات پر، مثلاً مشہد اور مغربی آذربیجان کے شہر سلماس میں سنی مساجد کو منہدم بھی کیا گیا ہے۔ اپنے ملک میں اہل سنت کو مذہبی وسیاسی حقوق نہ دینا اور دنیا کے دوسرے ممالک میں مظلوموں کی مدد کا ڈھنڈورا پیٹنا ایرانی قیادت کا ایک منافقانہ رویہ ہے۔

۳۔ ایرانی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کے مابین نفرت وعداوت کے جذبات کو برانگیختہ کرنے میں مسلسل مصروف ہیں۔ مثال کے طور پر سیدہ فاطمہ زہراء کی شہادت کی مناسبت سے جو پروگرام نشر کیے جاتے ہیں، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت قریبی ساتھیوں کو ان کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا اور ان سے انتقام لینے کا جذبہ ابھارا جاتا ہے۔ پاکستان، تاجکستان، افغانستان، ترکی، شام، مصر، الجزائر اور تونس، ان تمام ممالک میں حتیٰ کہ غیر مسلم ممالک میں بھی ایرانی قیادت کی پالیسی یہی ہے کہ شیعہ سنی تفریق کو بڑھایا جائے۔

۴۔ صدر جامعہ نے لکھا ہے کہ ایران کو دوسرے ممالک اور خاص طور پر خلیجی ممالک (بحرین وغیرہ) کے داخلی معاملات میں دخل اندازی کا الزام دینا غلط ہے اور یہ کہ اہل سنت کے ممالک میں تشیع کو فروغ دینا ایرانی حکومت کی پالیسی نہیں ہے۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ ایران خطے میں اپنے مذہبی وسیاسی مفادات، دونوں کو بڑھانے کے لیے پورے جوش وجذبے سے سرگرم ہے۔ ایرانی قائدین، جن میں رفسنجانی، خاتمی اور احمدی نجاد شامل ہیں، متعدد مواقع پر یہ اظہار کر چکے ہیں کہ امریکا کے لیے افغانستان اور عراق پر قبضہ کرنا ان کی مدد کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ ایرانی قیادت علانیہ یہ بھی کہتی ہے کہ عراق اور افغانستان میں معاملات کی درستی ایران کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ایران نے ہمیشہ خلیجی ممالک کو خوف زدہ کرنے کی پالیسی اختیار کیے رکھی ہے جس کی وجہ سے وہ امریکا کی گود میں جا بیٹھنے اور اس سے بھاری رقم کے عوض اسلحہ خریدنے پر مجبور ہیں۔

۵۔ بحرین کے لوگوں کے اپنے حقوق کے لیے اٹھ کھڑے ہونے میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں، لیکن اس کو ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مخصوص مذہبی گروہ کی جدوجہد کا رنگ دینا جس کا فائدہ ایران کو پہنچے، درست نہیں۔ بحرین کے معاملات میں ایران کی دلچسپی بالکل کھلی ہوئی بات ہے۔ ایران ستمبر ۲۰۱۱ اور اس کے بعد دسمبر ۲۰۱۲ء اور اب حال ہی میں اپریل ۲۰۱۳ء میں ''اسلامی بیداری'' کے نام سے عالمی میلے منعقد کر کے بحرین کی سیاسی تبدیلیوں کو دنیا کے سامنے لانے اور اہل تشیع کے مفادات کو تائید مہیا کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ شیعہ عناصر ۱۴۰۶ھ، ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۹ھ میں مکہ مکرمہ میں دھماکے کرنے میں ملوث تھے۔ یمن میں حکومت کے باغی حوثیوں کو بھیجے جانے والے اسلحہ کے جہازوں کا پکڑا جانا اور حزب اللہ اور ایران کے پاس داران انقلاب سے تعلق رکھنے والے فوجیوں کا یمن میں موجود ہونا ساری دنیا کو معلوم ہے۔

۶۔ سنی اکثریت کے ممالک میں ہر جگہ شیعہ اقلیت اپنے جداگانہ مذہبی تشخص کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ افغانستان میں شیعہ پانچ فی صد سے زیادہ نہیں، لیکن سال کے مخصوص دنوں میں پورا افغانی دار الحکومت سیاہ رنگ میں ملبوس دکھائی دیتا ہے۔ پاکستانی ذرائع ابلاغ پر شیعہ قابض ہیں۔ ایران میں چوبیس مختلف زبانوں میں ٹی وی چینل کام کر رہے ہیں اور ۲۵ سے زائد چینل صرف عربی زبان میں ہیں۔ ایرانی قائدین جب کہتے ہیں کہ وہ ایران کے بجٹ کا ستر فی صد حصہ انقلاب کی برآمد پر خرچ کرتے ہیں تو آخر اس کا کیا مطلب ہے؟

۷۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں خانہ فرہنگ ایران ثقافتی سرگرمیوں کے عنوان سے متحرک ہے۔ صرف اسلام آباد میں سات شیعہ جامعات کام کر رہی ہیں اور شہر کے قلب میں واقع جامعۃ الکوثر کے زیر اہتمام ''الکوثر'' ہی کے نام سے ایک ٹی وی چینل بھی قائم ہے۔ ایران کی طرف سے تعلیمی امداد کے تحت شیعہ طلبہ کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں تعلیم دلوائی جاتی ہے اور اس کے بعد انھیں تکمیل تعلیم کے لیے ایران بھیج دیا جاتا ہے۔ یوں ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت ایرانی انقلاب کے کارندے تیار کیے جا رہے ہیں۔

۸۔ ایرانی قیادت، شیعہ مرجعیت کو ایران میں محدود کرنے پر تلی ہوئی ہے اور اس نے نجف اشرف سمیت تمام ممالک میں شیعہ مراجع کی مذہبی حیثیت کا خاتمہ کر دیا ہے۔ آخر عرب، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کے اہل تشیع اپنے اپنے مقامی مراجع مقرر کرنے کا حق کیوں نہیں رکھتے؟ شیعہ مذہب میں 'مرجع' کا جو مقام اور اختیارات ہیں، اس کی روشنی میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایران اپنے علاوہ کسی کو شیعہ دنیا کا قبلہ اور مرکز نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان کے شیعہ دراصل پاکستان کے نہیں، بلکہ ایران کے وفادار ہیں اور اگر خدانخواستہ دونوں ملکوں میں جنگ ہو جائے تو وہ ایران کی طرف سے جنگ میں شامل ہوں گے۔

۹۔ اس سوال کا جواب بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ برصغیر میں اہل تشیع اور اہل سنت ہمیشہ سے پرامن فضا میں رہتے چلے آ رہے تھے اور دونوں کے مابین مذہبی مباحثات کی ایک مثبت علمی فضا قائم تھی۔ ان کی آپس کی خانہ جنگی، مساجد اور امام بارگاہوں پر حملوں اور باہمی قتل وغارت کا سلسلہ آخر ایران میں شیعہ انقلاب کے بعد ہی کیوں شروع ہوا ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تساؤلات بريئة فى وجه رئيس الجامعة الاسلامية العالمية

بعث إلي أحد أساتذة الجامعة الإسلا`مية العالمية بإسلام آباد نسخة من مجلة "الشريعة – شهر المايو الماضي – الصادرة باللغة الأردية مصرا أن اقرأ الرسالة الواردة في صفحتي 43- 44.

وجدت كاتب الرسالة بركانا ثائرا في وجه الدكتور أحمد الطيب شيخ الأزهر لمواقفه الطائفية تجاه الرئيس الإيراني أحمدي نجاد في زيارته لمصر زاعما بأن إيران لا تتدخل في دول الخليج وإنما السعودية هي التي تدخلت بجيشها في البحرين ذات الأقلية الشيعية لإخماد ثورة الشعب وأن إيران لا تبشر بمذهبها في الدول السنية.

ووجدته كأنه محام للرئيس الإيراني أحمدي نجاد وقد ارتكب الدكتور أحمد الطيب شيخ الأزهر في حقه جريمة كبيرة، وكأن الكاتب يرى أنه يجب عليه الدفاع عن أحمدي نجاد ومعاقبة أحمد الطيب لارتكابه جريمة لا تغتفر في الظاهر أن الجريمة التي ارتكبها أحمد الطيب في حق أحمدي نجاد هي أنه طلب منه أن يترك التقية ولا يكذب على الشعب المصري كما يكذب هو ومن على شاكلته على جميع المسلمين في العالم بعبارات وجمل جميلة ومقبولة عند أغلبية المسلمين –مثل الوحدة بين المسلمين والأخوة وإلى آخره.. ولكن أحمدي نجاد وأمثاله لا يؤمنون بها ولا يتفوهون بها إلا لخداع المسلمين ياليت أحمدي نجاد كان صادقا في كلامه وأحمد الطيب ظالما له، ولكن الحقيقة شيء آخر وليس كما ادعى المحامي ويبدو أن الكاتب أخذ على نفسه دور المحامي ويريد أن يبرأ أحمدي نجاد ويظهره على أنه داع إلى وحدة المسلمين وأن الذين يتهمونه بالكذب وخداع المسلمين هم أعداء الإسلام والمسلمين بل مجرمون في نظر الكاتب وأرى إما أنه لم يطلع على الملف بأكمله أو أنه يريد أن يدافع عن موكله – إن كان قد وكله – سواء كان ظالما أو مظلوما بريئا أو مجرما.

دعوني أنقل بعض الأدلة على أن الدكتور أحمد الطيب لم يرتكب في حق أحمدي نجاد أية جريمة وما أهانه ولكنه نصحه وهذه الأدلة هي كالآتي :

1. يقول الخميني غيرنا ليسوا بإخواننا وإن كانوا مسلمين!..

"غيرنا ليسوا بإخواننا وإن كانوا مسلمين ، فلا شبهة فى عدم احترامهم ؛ بل هو من ضرورات المذهب كما قال المحققون ، بل الناظر فى الأخبار الكثيرة فى الأبواب المتفرقة لا يرتاب فى جواز هتكهم ، والوقيعة فيهم ، بل الأئمة المعصومون أكثروا في الطعن واللعن عليهم ،وذكر مساوئهم " الخميني فى المكاسب المحرمة 1 / 251

من المعروف أن أحمدي نجاد هو من أتباع الخميني ويعتقد باعتقاده ويتبع أوامره ويأمر الآخرين أيضا .

الآن هذا السؤال يطرح نفسه أيها المحامي الجليل هل يمكن مع الاعتقاد بهذا النص إدعاء الوحدة والأخوة بين جميع المسلمين؟ وهل يوجد على وجه الأرض فى هذا العصر دستور مبني على هذا الاعتقاد؟ أو دين يدعو أتباعه أن يتعاملوا مع من ليسوا على دينهم مثل ما دعا الخميني أتباعه للتعامل مع غيرهم؟ نعم إن هذه المعاملة هي خصوصيات الخميني ومن على مذهبه ولا شك ان الخميني ومن على شاكلته يحسبون لعن المخالف وشتمه من العبادات التي تقرب إلى الله، ولا شك أن أحمدى نجاد تابع للخميني ويعتقد باعتقاده وهل تعرف أيها الكاتب المحترم دينا على وجه الأرض أو مذهبا يحسب اللعن والشتم من أعمال العبادة التي تقرب إلى الله ؟ مع كل هذا عندما يذهبون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

إلى دول إسلامية يدعون أنهم يريدون الوحدة والإخوة إلى آخره. إن لم يكن هذا نفاقا وخداعا فما هو النفاق والخداع؟ لقد طلب الدكتور أحمد الطيب من أحمدي نجاد أن يترك هذا الأسلوب على الأقل مع الشعب المصرى الذى استقبله ضيفا ولا يكذب عليهم ويخدعهم فى بيتهم.

2- منصب الرئاسة فى أم القرى الإسلامية منحصر فى المذهب الاثنى عشر وليس لأحد من غير المذهب الإثني عشر أن يرشح نفسه للرئاسة في إيران – ام القرى الإسلامية – كما نص عليه الدستور الإيرانى!

هل يوجد فى العالم دستور ينص على تعيين مذهب للرئيس غيردستور أم القرى الإسلامية (الجمهورية الإسلامية الإيرانية)؟ هل يمكن بهذه العقلية والاعتقاد التعايش مع الآخرين؟! هم لا يريدون فقط أن يحرمواكل من ليس على شاكلتهم من منصب الرئاسة بل من أبسط أمور الحياة والمعيشة إن كل من له علم بأوضاع إيران يعرف هذه الحقيقة .

3- لقد حرموا أتباع غير المذهب الإثنى عشري حتى من المناصب العادية مثل رئاسة البلدية سواءكانت المدينة كبيرة أم صغيرة والمدراء فى المؤسسات الحكومية .

تصور أنت تعيش فى بلد يدعى الحكام فيه أنهم يدافعون عن المظلومين فى العالم ويحاربون الاستكبار العالمي ثم هم أنفسهم يحرمون من يخالفهم في العقيدة والمذهب من أبسط الحقوق كما هو فى إيران .

4- لقد منعوا أهل السنة من بناء المساجد فى أكثر المدن الإيرانية وخربوها فى بعضها كتخريب مسجد فيض في مدينة مشهد وكذلك في مدينة سلماس في آذربيجان الغربية وقد سمع العالم بالخبر، كيف فاتك كل هذا وأنت جار لهم؟!

تصور أنك تعيش فى بلد يدعى أنه أم القرى الإسلامية ثم يمنع اتباع بعض المذاهب من بناء المساجد لهم ولا يقف الأمر عند هذا الحد بل يأمر الحكام بتخريب مساجدهم كما فعل هؤلاء الذين تدافع عنهم فى مدينة مشهد المقدسة وكذلك مدينة سلماس فى آذربيجان الغربية فى إيران يمكنك أيها المحامي أن تذهب إلى مكان وقوع الجريمة وتسأل فستجد عشرات الأدلة والشهود إن لم تكن الآلاف.

5- تعميق العداوة وإيجاد التفرقة بين المسلمين .

من اوجب واجبات هولاء القوم الذين يدعون أنهم يحاربون الاستكبار العالمى والصهيونية العالمية تعميق العداوة وأيجاد التفرقة بين المسلين فى العالم على سبيل المثال وليس الحصر : أسطورة شهادة فاطمة الزهراء أو قتلها إن من يتابع التلفزيون الإيرانى الرسمى بمناسبة شهادة فاطمة الزهراء كما يدعون يجد أن هولاء القوم يتهمون أقرب المقربين إلى رسول الله –صلى الله عليه وسلم– بقتلها ويطلبون الانتقام من ظالميها!

طيب عرفنا قاتليها والظالمين لها حسب مزاعمهم! ولكن السؤال من الكاتب ومن احمدى نجاد ومن على شاكلته هو ماذا يريد هؤلاء اليوم؟ ومن من سينتقمون اليوم؟ إن لم يكن من أهل السنة والجماعة.

لم يبق فى العالم بلد لم يعمق هؤلاء فيه العداوة بين المسلمين فضلا عن إيجاد التفرقة بينهم مثل ؛ باكستان وافغانستان وطاجيكستان وتركيا وسوريا ومصر والجزائر وتونس وإلى آخره .. الحقيقة أنهم لم يكتفوا بالبلدان الإسلامية بل ذهبوا إلى الأقليات الإسلامية في البلدان غير الإسلامية وفرقوا جمعهم وكلمتهم باسم المذهب الحق وحب أهل البيت.

نعم هؤلاء يريدون أن يعمقوا العداوة بين المسلمين باسم حب آل البيت ظلما وبهتانا يصورون للشيعة أن جميع أهل السنة والجماعة أعداء لآل البيت ولا بد من الانتقام منهم ويسبون الصحابة

© rasailojaraid.com